رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

Regd No L 5254

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اب حضور کی ڈاک "ربوہ" کے پتہ پر بھیجی جائے

کنری (سندھ) ۱۷ مارچ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے حسب ذیل اطلاع بذریعہ تار ارسال کی ہے:۔ حضور کی طبیعت ابھی تک خراب ہے احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ نیز آئندہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی ڈاک "ربوہ" ضلع جھنگ کے پتے پر ارسال کی جائے۔

لاہور ۱۷ مارچ ۔ مکرم نواب محمد عبداللہ خانصاحب کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

مشرقی پاکستان میں فوجی تربیتی کالج قائم کیا جائے

کراچی ۱۷ مارچ ۔ آج تیسرے پہر پاکستان پارلیمان میں بجٹ پر عام بحث شروع ہوئی۔ اور مسٹر غیاث الدین پٹھان نے اقلیتوں کو یقین دلایا کہ پاکستان کے مسلمان ان کی ہر طرح حفاظت کا تہیہ کر چکے ہیں۔ آپ نے کہا جو لوگ ادھر سے بھارت جاتے ہیں وہ مسلح گارد کی نگرانی میں پورے ساز و سامان کے ساتھ جاتے ہیں۔ لیکن ادھر سے مسلمان پیسے پیسے کے محتاج ہو کر آتے ہیں۔ پھر بھی مسلمان اپنے عہد پر قائم ہیں۔ آپ نے حکومت کی توجہ مشرقی پاکستان میں فوجی تربیت کا ایک کالج قائم کرنے کی طرف مبذول کی۔ مشرقی بنگال کے ایک اور رکن مولوی محمد ابراہیم خاں نے بھارتی پریس کی مبالغہ آمیز جھوٹی خبروں کی مذمت کی۔ اور حکومت کو پٹ سن کی قیمتیں بڑھانے کی تلقین کی تاکہ پٹ سن کے کاشتکاروں کو زیادہ روپیہ مل سکے۔

بھارت میں مسلسل فرقہ وارانہ گڑبڑ کے باوجود پاکستان کی حکومت اپنی اقلیتوں کی ہر طرح حفاظت کریگی

کراچی ۱۷ مارچ ۔ آج پاکستان پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے پاکستان کے نائب وزیر داخلہ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے یقین دلایا کہ بھارت میں مسلسل فرقہ وارانہ گڑبڑ کے باوجود حکومت پاکستان اپنی اقلیتوں کے جان و مال کی بدستور حفاظت کرتی رہیگی۔ آپ نے حزب مخالف کے رکن سعو چندر دتو کی تقریر پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا۔ انہوں نے الزام تراشی سے کام لیا ہے شاید اس لئے کہ وہ فسادات کے ایام میں کلکتے میں تھے۔ پھر انہوں نے یہ تو مان لیا کہ بنگال میں ۱۰ فروری کو فساد شروع ہوا تھا۔ لیکن یہ نہیں کہا کہ اب دو ہفتے سے وہاں اور قرب و جوار میں کامل امن ہے۔ حالانکہ بھارتی ہائی کمشنر ڈاکٹر سیتا رام بھی اس کا اعتراف کر چکے ہیں۔ آپ نے افسوس ہے کلکتہ میں مسلمانوں کے قتل و غارت میں مصروف ہندو مہاسبھا راشٹریوں اور اقلیتوں کی حفاظت کے نام نہاد کونسل کی مذمت نہ کی اور مشرقی بنگال کی اس حکومت پر بہتان تراشی کو مناسب سمجھا جس نے فوری طور پر فسادات پر قابو پا لیا۔ آپ نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ قیام پاکستان سے لے کر اب تک حکومت پاکستان دو لاکھ ۲۹ ہزار بھارتی مسلمانوں کو مستقل طور پر بسنے کے پرمٹ دے چکی ہے حالانکہ بھارت میں فسادات اب بنگال کی بجائے یوپی سی پی اور راجپوتانہ کی ریاستوں پر کئے گئے ہیں۔ حال ہی میں رنگ پور کے ریلیف سیکرٹری کی طرف سے جو اطلاع موصول ہوئی ہے اس کے مطابق ۱۰ مارچ تک آسام بگوباڑہ جل پائی گوڑی اور کوچ بہار کے علاقوں سے ۲۸۲۵۲ لال منی گھاٹ ۳۷۷۵ کولی گرام اور ۳۰ ہزار کے قریب مہاجرین رنگ پور پہنچ چکے ہیں۔

سارے فلسطین پر قبضے کی خفیہ تیاریاں

یوروشلم ۱۷ مارچ ۔ اقوام متحدہ کی نگران کونسل کی یوروشلم کو بین الاقوامی کنٹرول میں لینے کے مسئلے پر بحث و تمحیص تا حال جاری ہے۔ کل ایک عرب نمائندے نے اسرائیل پر الزام لگایا ہے وہ فلسطین پر پورا قبضہ کرنے کیلئے خفیہ تیاری کر رہا ہے۔ اور ان ہتھکنڈے بالکل نازیوں کے سے ہیں۔

مصر اور روس میں تجارتی معاہدہ

قاہرہ ۱۷ مارچ ۔ آج مصر اور روس میں ایک تجارتی معاہدہ پر دستخط ہو گئے ہیں۔ اس معاہدے کی رو سے روس مصر کو ایک لاکھ ٹن روسی گندم دیگا اور اس سے دس ہزار ٹن لمبے ریشے والی کپاس لیگا۔

پاکستان کی گھریلو دستکاریوں پر کثیر رقم خرچ کرنیکا منصوبہ

کراچی ۱۷ مارچ ۔ آج کراچی میں گھریلو دستکاریوں کی مرکزی مشاورتی کمیٹی کی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے پاکستان کے وزیر صنعت نے بتایا کہ پاکستان نے گھریلو دستکاریوں کیلئے بہت بڑی بڑی رقمیں رکھی ہیں۔ آپ نے بتایا کہ مشرقی پاکستان میں چھوٹی چھوٹی صنعتوں پر خرچ کرنے کیلئے حکومت نے پانچ لاکھ کی گنجائش رکھی ہے۔ سرحد کے قبائلی علاقوں میں توسیع دستکاری کیلئے پانچ لاکھ کی رقم رکھی ہے۔ صوبہ سندھ کیلئے بھی پانچ لاکھ روپے کی رقم رکھی ہے۔ اور ابھی اگلے سال اس پر کم از کم دس لاکھ روپے رکھی جائے گی۔ آپ نے تقریر کے آخر میں بتایا کہ حکومت پاکستان جاپان میں ایک صنعتی وفد بھیجنے کے معاملے پر بڑی توجہ سے غور کر رہی ہے۔

خاتون پاکستان کا ورود لاہور

لاہور ۱۷ مارچ ۔ آج صبح خاتون پاکستان محترمہ فاطمہ جناح بذریعہ دہلی لاہور تشریف لائیں سٹیشن پر آپ کا عظیم الشان استقبال کیا گیا۔ زنانہ نیشنل گارڈ نے آپ کو سلامی دی استقبال کرنیوالوں میں ہز ایکسی لینسی سردار عبدالرب نشتر گورنر پنجاب کے مشیران کرام اور پنجاب لیگ کے صدر میاں عبدالباری کی شخصیتیں نمایاں تھیں۔ آج محترمہ فاطمہ جناح نے میڈیکل کالج لاہور کے جلسہ تقسیم انعامات میں تقریر کرتے ہوئے مشورہ دیا کہ ڈاکٹروں اور نرسوں کی تربیت کو جنگی اساس پر ترجیح دی جائے

ہمارا پاکستان کے خلاف افغانستان کے ساتھ کوئی سازباز نہیں

نئی دہلی ۱۷ مارچ ۔ آج بھارت کی خارجہ پالیسی کا جائزہ لیتے ہوئے بھارت کے پردھان منتری پنڈت نہرو نے کہا۔ ہماری پاکستان کے خلاف افغانستان کے ساتھ کوئی سازباز نہیں ہے۔ آپ نے سلامتی کونسل میں مسئلہ کشمیر کے متعلق بھارت کے چار بڑی طاقتوں کی تجویز کو تسلیم کرنے کے سلسلے میں تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔ اس تجویز کو مان کر ہم نے میکناٹن فارمولے کی تمام باتوں کو تسلیم نہیں کیا۔ آخر میں آپ نے زور دیا کہ بہر حال کشمیر کی قسمت کا آخری فیصلہ کرنے کا حق صرف کشمیر کے لوگوں ہی کو ہے۔

ایک مرحلے پر مشرقی بنگال میں ہندوؤں کے معاملے پر تقریر کرتے ہوئے آپ نے کہا مشرقی بنگال میں رہنے والی اقلیتوں کے تحفظ سے ہمارا تعلق ضرور ہے اور ہمیں ضرور فکر کرنی چاہیئے کہ وہ امن سے رہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو ہمیں ان کے تحفظ کے لئے ضروری تجاویز اختیار کرنا ہوں گی۔

بھارت اور پاکستان کے اختلافات خطرناک صورت اختیار کرنے جا رہے ہیں

لنڈن ۱۷ مارچ ۔ لنڈن کے اخبار "ٹائمز آف لنڈن" نے مسئلہ کشمیر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ اب ضرورت ہے کہ جلد از جلد اس مخمصے کو ختم کر دیا جائے۔ جنوب مشرقی ایشیا کے معاملات کے ذکر کے دوران میں اخبار مذکور لکھتا ہے۔ کہ کشمیر کے مسئلے پر بھارت اور پاکستان کے اختلافات خطرناک صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ اگر یہ دور ہو جائیں تو یہ دونوں ملک اس عظیم علاقے کی معاشی اور دفاعی قوتوں میں بہت زیادہ ممد ہو سکتے ہیں۔ مصالحت کنندہ کے فرائض اور ذمہ واریوں کا ذکر کرتے ہوئے اخبار مذکور نے لکھا ہے کہ اصل بات مصالحت کنندہ کا تقرر نہیں بلکہ آزمائش کا وقت وہ ہوگا جب کام کو عملی شکل دی جائے گی۔ اور جب مصالحت کنندہ ان اعتمادی کی ان سخت مشکلوں پر قابو پائے گا جو اس وقت دونوں ملکوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اخبار مذکور لکھتا ہے کہ بھارت کا تجویز مذکور کو مان لینا اس بات کا اشارہ ہے کہ وہ بھی خیال کرتا ہے۔ کہ اب اس مسئلے کو عملی مسئلہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کیونکہ سب کا فائدہ اسے ختم کر دینے ہی میں ہے۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔اے۔ ایل۔ایل۔بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور سے طبع کرا کر ۳ سیکلگن روڈ لاہور سے شائع کیا

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی سندھ میں مصروفیات

از مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز محمود آباد میں ایک رات قیام فرمانے کے بعد ۱۲ مارچ بعد نماز عصر بذریعہ کار احمد آباد تشریف لے گئے۔ ۱۳ مارچ صبح ۱۰ بجے حضور احمد آباد اسٹیٹ کی موجودہ فصل گندم اور آئندہ فصل کپاس کی تیاری کا معائنہ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے۔ مکرم صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب، مکرم سید عبدالرزاق شاہ صاحب، مکرم چوہدری غلام احمد صاحب مینیجر احمد آباد اسٹیٹ اور مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب مینیجر بشیر آباد اسٹیٹ حضور کے ساتھ تھے۔ حضور نے یہ معائنہ دو گھنٹہ تک فرمایا۔ بارہ بجے حضور واپس تشریف لے آئے۔ بعد نماز عصر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسجد احمد آباد میں محترمہ سیدہ عصمت خاتون صاحبہ بنت سید نذیر حیدر شاہ صاحب سیالکوٹ شہر کا نکاح چار ہزار روپیہ مہر پر جناب سید مہدی حسین شاہ صاحب ایس ڈی او نارو ڈھورو ضلع تھرپارکر خاص سے پڑھا اس موقعہ پر لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے چونکہ چھوہارے نہیں مل سکے تھے۔ اس لئے مکرم سید مہدی حسین شاہ صاحب نے سویٹ ڈراپس (SWEETS) تقسیم کرا دیئے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی ایک دو ڈراپس منہ میں ڈالے اور فرمایا جہاں چھوہارے نہیں ملتے وہاں عام طور پر لوگ بتاشے یا مکھانے یا ملائی پھلے تقسیم کر دیا کرتے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد حضور نے فرمایا:۔

سنت صرف چھوہارے تقسیم کرنا نہیں مگر اعلان نکاح کے بعد شربت پلا دینا بھی سنت ہے۔ اگر چھوہارے نہ ملیں اور چھوہاروں کی بجائے دوستوں کی شربت سے تواضع کر دی جائے تو ایسا بھی کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ چیز بھی سنت میں داخل ہے۔

۱۳ مارچ ۶ بجے شام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنے اہل بیت اور خدام کے ہمراہ بذریعہ کار محمد آباد تشریف لے گئے محمد آباد اسٹیٹ احمد آباد سے قریباً سولہ میل کے فاصلہ پر ہے۔

۱۴ مارچ ساڑھے دس بجے صبح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بذریعہ کار حلقہ محمد آباد کی فصلوں کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں سے حضور نور نگر تشریف لے گئے راستہ میں اسحاق نگر کے لوگوں نے حضور سے ملاقات کی۔ نور نگر میں حضور نے نئے تعمیر شدہ مکانات کا معائنہ فرمایا۔ اور نئی مسجد میں دعا فرمائی۔ اس کے بعد حضور نے موٹر میں نور نگر کے حلقہ کا معائنہ فرمایا۔ پھر صادق پور گوٹھ نور نگر میں حضور نے چند مکانات دیکھے اور اس کے بعد نور نگر سے ہوتے ہوئے محمد آباد واپس تشریف لے آئے۔ مکرم صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب۔ مکرم سید عبدالرزاق شاہ صاحب۔ مکرم ملک غلام احمد صاحب عطا مینیجر حلقہ محمد آباد اور مکرم چوہدری صلاح الدین صاحب مینیجر حلقہ نور نگر حضور کے ساتھ تھے حضور کی طبیعت گلے کی خرابی کی وجہ سے ابھی تک ناساز ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعائیں فرمائیں۔ کل ۱۵ مارچ کو حضور انشاء اللہ ناصر آباد واپس تشریف لے جائیں گے

دوستوں کی اطلاع کے لئے اس امر کا ذکر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۱۰ مارچ بعد نماز جمعہ ناصر آباد میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جناب چوہدری سعد الدین صاحب مرحوم و مغفور کا جنازہ غائب پڑھا تھا بیرونی جماعتوں کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے مقامات پر جناب چوہدری سعد الدین صاحب مرحوم کا جنازہ غائب پڑھیں اور ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

چوہدری صاحب نہایت مخلص اور سلسلہ کے ساتھ فدائیانہ تعلق رکھنے والے وجود تھے اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں جنت میں بلند مدارج عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔

احباب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کیلئے خاص طور پر دعا فرمائیں

احباب کی خدمت میں مودبانہ درخواست ہے کہ میرے محترم باباجی چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں کہ خدا تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے ان کو دینی و دنیاوی ترقیات عطا کرتے ہوئے لمبی عمر اور صحت عطا فرمائے اور ہر بیرونی اور اندرونی شر سے محفوظ رکھ کر خود ان کا محافظ و ناصر ہو۔ آمین

(خاکسار حمید نصر اللہ خاں ابن چوہدری عبد اللہ خاں)

پروفیسر سعود احمد صاحب واقف زندگی کے اعزاز میں عشائیہ

مورخہ ۱۴ مارچ بروز منگل بعد نماز مغرب مجلس خدام الاحمدیہ احمد نگر کی طرف سے مکرم پروفیسر سعود احمد صاحب بی اے (آنرز) بی۔ ٹی کے اعزاز میں ایک پر تکلف عشائیہ کا انتظام کیا گیا مکرم پروفیسر صاحب مغربی افریقہ میں کماسی مقام پر جو احمدیہ کالج کھولا گیا ہے۔ اس میں پروفیسر کی حیثیت سے تشریف لے جا رہے ہیں:۔

ماحضر تناول فرمانے کے بعد محمد اکبر صاحب افغان نے تلاوت قرآن مجید کی۔ اور مرزا محمد سلیم صاحب اصغر نے کلام محمود سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی اردو نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں برکت اللہ صاحب محمود ناظم تبلیغ اور مرزا محمد لطیف صاحب اکبر مولوی فاضل نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ احمد نگر نے ناظمین و خدام مجالس احمد نگر کی طرف سے ایڈریسز پیش کئے اور آپ کی خدمات کو سراہا گیا۔ جو کہ آپ نے اس مجلس میں بطور قائد کی حیثیت سے سرانجام دی تھیں ایڈریسز کے جواب میں مکرم پروفیسر سعود احمد صاحب نے نہایت محبت بھرے انداز میں مجلس خدام الاحمدیہ کے ممبران کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ آپ نے میرے ساتھ تعاون کا جو اعلیٰ نمونہ پیش کیا تھا میں اسے کبھی نہیں بھول سکتا۔ نیز یہاں کی اکثریت ان خدام پر مشتمل ہے جو کہ جامعہ احمدیہ و مدرسہ احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس واسطے میں ان خدام کو بھی ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو ایک دن ان کے کندھوں پر میدان تبلیغ میں پڑنے والی ہیں۔

اس کے بعد مکرم صاحبزادہ سید ابو الحسن صاحب قدسی پسر حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید کابل نے جانے والے بھائی کی خدمت میں محبت بھرے جذبات کا اظہار فرمایا۔ آپ کے بعد اس تقریب کے صدر مکرم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل پرنسپل جامعہ احمدیہ نے ہمارے جانے والے بھائی کی بعض نمایاں خوبیوں اور نہایت قیمتی اور اخلاص بھرے جذبات کا اظہار آپ کے متعلق فرمایا نیز خدام کو بھی بعض ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد مکرم مولانا صاحب موصوف نے حاضرین سمیت دعا فرمائی۔

بعد ازاں صاحبزادہ ابو الحسن صاحب قدسی پروفیسر جامعہ احمدیہ اور مکرم سعود احمد صاحب بی اے لائزنا بی ٹی نے اپنا اپنا فارسی و اردو کلام اور مکرم مولود احمد صاحب بی اے نے اپنا انگریزی کلام سنایا جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔

آخر میں مکرم مرزا محمد لطیف صاحب اکبر مولوی فاضل نائب قائد مجلس احمد نگر نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس شکریہ کے بعد یہ پر مسرت اور خوش کن تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

(خاکسار:۔ غلام نبی صحرائی نائب معتمد مجلس، خدام الاحمدیہ احمد نگر)

یوم التبلیغ ۲۶ مارچ بروز اتوار

جملہ جماعتہائے احمدیہ پاکستان کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۵۰ء بروز اتوار اپنے اپنے حلقہ جات میں "یوم تبلیغ" منائیں اور صبح سے شام تک پیغام حق پہنچانے کا فریضہ ادا کر کے بہتوں کی ہدایت کا موجب ہوں نیز اجر و ثواب حاصل کریں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے اور جلد سے جلد سعید روحوں کو حق کے قبول کرنے کی توفیق دے۔ اور احمدیت میں شمولیت کی سعادت بخشے۔ تا اسلام جملہ ادیان پر جلد تر غالب آ جائے۔ آمین۔

لہٰذا ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنی استعداد کے موافق یہ سارا دن تبلیغ حق میں صرف کرے اور پوری تندہی۔ نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ اپنے ہمسایہ غیر احمدی احباب سے "احمدیت" پر غور و خوض کر کے حق کے قبول کرنے کی دردمندانہ اپیل کرے۔ خدا تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو آمین

نوٹ:۔ یوم التبلیغ منا کر جملہ جماعتیں اپنی اپنی رپورٹیں دفتر ہذا میں بھجوا کر ممنون فرمائیں

(ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ ضلع جھنگ)

ولادت

برادرم مکرم خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی واقف زندگی کے ہاں ۱۶/۱۷ مارچ کی درمیانی شب لڑکی تولد ہوئی۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔ بزرگان سلسلہ اور دیگر احباب جماعت احمدیہ اس کی درازی عمر کے لئے دعا فرمائیں

(خاکسار خورشید احمد اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل)

روزنامہ ـــــ الفضل ـــــ لاہور
مورخہ ۱۸ مارچ ۵۳ء

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

اسلام آخری اور مکمل شریعت ہے۔ اس لئے اس کے اصول اٹل ہیں۔ ان میں آئندہ کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ اور اگر ان اصولوں پر غور کیا جائے۔ تو عقل انسانی بھی تسلیم کرتی ہے کہ جہاں تک تمام انسانیت کے ارتقا کا سوال ہے۔ ان اصولوں سے جو اسلام نے پیش کئے ہیں۔ بہتر اصول نہیں ہو سکتے۔

کسی اصول کے اٹل ہونے کا مطلب یہ ہے۔ کہ خواہ انسانی تمدن کوئی صورت اختیار کرے۔ حیات انسانی کی منزل کی جو شاہراہ ہے۔ وہ ہر پھر کر اسی اصول سے لپٹی ہوئی پائی جائے گی۔ اب اسلام کا بنیادی اصول ہے کہ جو اعمال انسان سے سرزد ہوتے ہیں۔ وہ اس انداز سے ہونے چاہئیں کہ وہ اعمال عبادت بن جائیں۔ اور عبادات سے مراد وہ افعال و اعمال ہیں۔ جو حیات انسانی کے حقیقی منتہائے مقصود کے موید ہیں۔

اسلام کی برتری صرف یہی نہیں ہے۔ کہ اس نے چند اصول بتا دیئے ہیں۔ بلکہ اسکی برتری اس میں ہے کہ اس نے ان اصولوں کو عمل میں لانے کے طریق کار بھی بتا دیئے ہیں۔ اس کے بتائے ہوئے طریق کار کا ایک اصول یہ ہے۔ کہ ہر عبادت کے عمل کا ایک حصہ تو اکراہی رکھا گیا ہے۔ اور ایک حصہ طوعی۔ مثلاً ذکر الٰہی ایک عمل ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ انسان کو اٹھتے بیٹھتے ذکر الٰہی کرنا چاہیئے۔ یہ تو ایک عام عبادت کا اصول ہے۔ لیکن اس اصول کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ایک حصہ اکراہی۔ اور دوسرا طوعی۔ پانچ وقت کی فرضی نماز اکراہی حصہ ہے۔ باقی حصہ طوعی ہے۔ اصل اصول یہی ہے کہ "اٹھتے بیٹھتے" ہر وقت ذکر الٰہی ہونا چاہیئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو اکراہی نہیں بنایا۔ اس تقسیم کا مدعا صرف یہ ہے۔ کہ جہاں تک سوسائٹی کے نظام کا تعلق ہے۔ اس حد تک تو ذکر الٰہی کو اکراہی کر دیا ہے۔ لیکن جہاں تک تہذیب نفس کا تعلق ہے۔ باقی حصہ طوعی رکھ دیا ہے۔ دوسرے اکراہی حصہ اس لئے بھی رکھا گیا ہے۔ کہ انسان کو نماز کی عادت پڑ جائے۔ اور وہ طوعی حصہ کے لئے گویا مشق کا کام دے۔ اور طوعی حصہ اس لئے بھی رکھا گیا ہے۔ کہ انسان محض مشین نہ بن جائے۔ اور عبادت کا اصل مطلب ہی فوت ہو جائے۔ بلکہ انسان بالارادہ تہذیب نفس کے کام کو جاری رکھے۔ جس کے بغیر ترقی رک جائے گی۔ اور انسان اپنی منزل مقصود کو نہ پا سکے گا۔

یہ نہایت پرحکمت اور انسانی فطرت کے مطابق تقسیم ہے۔ انسان کوئی مشین نہیں ہے۔ بلکہ ایک صاحب ارادہ ہستی ہے۔ اور بار بار ارادہ کو تحریک ہونے سے وہ مضبوط ہوتا ہے۔ جو اصل مقصود ہے اسی طرح "انفاق" کا معاملہ ہے۔ انفاق ایک عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انفاق کا عام اصول یہی بتایا ہے کہ جو کچھ "عفو" ہے۔ سب کو فی سبیل اللہ خرچ کر دینا چاہیئے۔ لیکن یہاں بھی ایک حصہ زکوٰۃ ہے۔ جو اکراہی ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ زکوٰۃ ادا کرے۔ یہ سوسائٹی کے نظام کے لئے ضروری ہے۔ دوسرے یہ مشق کے لئے ضروری ہے۔ لیکن عبادت انفاق یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے۔ حکم ہے۔ کہ اپنی ضروریات سے جو کچھ بچے۔ سب کچھ راہ اللہ دے دو۔ کیونکہ اس لئے کہ تہذیب نفس جو صرف بالارادہ افعال سے ہو سکتی ہے۔ اس میں انسان آزاد رہے۔ کیونکہ نیک افعال جو ارادہ کی تقویت کا باعث بنتے ہیں۔ وہی تہذیب نفس کی منزل مقصود ہے۔

اسلام میں اسکو جنت کہا گیا ہے۔ جنت اسی وقت بن سکتی ہے۔ کہ انسان نیک اعمال بالارادہ کرے۔ اکراہی افعال اس لئے فرض کئے گئے ہیں۔ کہ وہ طوعی افعال کے لئے مشقی تمہید کا کام دیں۔ محض اکراہی حصہ ادا کر کے انسان اسلامی سوسائٹی کا ایک فرد تو کہلا سکتا ہے۔ لیکن ہم اسکو ایسا مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ جو حقیقی جنت کے لئے جد و جہد کر رہا ہے۔ اسی جنت کے لئے اسکی جد و جہد جبھی سمجھی جائے گی جب وہ طوعی حصہ بھی بجا لائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے جو اکراہی حصہ مقرر کر دیا ہے۔ وہ نہایت جچا تلا ہے۔ اگر ہم اس میں بطور خود زیادتی کریں گے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ہم طوعی حصہ کو جو حقیقی جنت کا ضامن ہے۔ ناقص کر دیں گے۔ یہ ردّ و بدل شریعت اسلامیہ کی رو سے بدعت کہلاتا ہے۔ ہم فرائض کی مقدار کو نہ تو گھٹا سکتے ہیں۔ نہ بڑھا سکتے ہیں۔ خواہ کتنا بھی ذکر الٰہی کریں۔ نماز فرض وہی رہے گی۔ اسی طرح خواہ ہم طوعی طور پر کتنا بھی انفاق کریں۔ زکوٰۃ فرض وہی رہے گی۔ امام وقت یا حکومت کا بھی یہ حق نہیں ہے۔ کہ وہ فرائض میں ردّ و بدل کرے۔ ہاں وہ طوعی عبادت کا جسکو نفلی عبادت کہا جاتا ہے۔ کسی خاص وقت کے لئے ادائیگی کا مطالبہ کر سکتا ہے لیکن ایسے مطالبہ کو پورا نہ کرنے سے کوئی اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ مگر وہ ایک اچھا اور قابل اعتماد مومن نہیں کہلا سکتا۔ امام وقت اگر ایسا مطالبہ کرتا ہے۔ تو وہ انسان کو طوعی حصہ کی طرف محض رغبت دلانے کے لئے کرتا ہے۔ جو تہذیب نفس کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اور جو عبادت کی غرض اولیٰ ہے۔ جس کے بغیر فرائض کا بھی کوئی حقیقی فائدہ نہیں۔ اسی لئے امام وقت نفلی عبادت کے مطالبہ سے فرائض میں ردّ و بدل نہیں کرتا۔ فرائض وہی رہتے ہیں۔ وہ صرف طوعی حصہ میں ترقی کی راہیں نکالتا ہے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ اب چونکہ معاشی اور معیشی حالات وہ نہیں ہیں۔ جو قرون اولیٰ میں تھے اس لئے زمینداری کو ختم کر دینا چاہیئے۔ اور یہی غلطی کرتے ہیں۔ کہ وہ اسلام کے اس فلسفہ کو نہیں سمجھتے۔ جو اعمال کی اکراہی اور طوعی تقسیم میں مضمر ہے۔ کوئی اسلامی سے اسلامی حکومت کسی کو مجبور نہیں کر سکتی۔ کہ وہ اپنے مال کا وہ حصہ جو اسے طوعی طور پر انفاق کرنا چاہیئے۔ سارے کا سارا غرباء میں تقسیم کر دے۔ ہاں وہ اسے ایسا کرنے کے لئے تحریص و ترغیب دلا سکتی ہے۔ زکوٰۃ کی شرح میں کمی بیشی کا سوال الگ چیز ہے۔ مگر کوئی حکومت کسی مسلمان سے زکوٰۃ یا عشر کے علاوہ کوئی جبری مطالبہ نہیں کر سکتی۔ چہ جائیکہ وہ اس سے اسکی تمام اراضی یا اس کا اکثر حصہ چھین کر دوسروں میں تقسیم کر دے۔ کیونکہ اس سے اسلام کی پرحکمت تقسیم کا جس کا ہم نے اوپر تجزیہ کیا ہے۔ مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم کی جن آیات میں اکتناز وغیرہ کی ممانعت یا یہ کہا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے جان و مال خرید لئے ہیں۔ ان کا مطلب یہی ہے۔ کہ طوعی طور پر قربانی کے حدود آخری حد تک وسیع ہیں۔ ان کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ حکومت لوگوں کے اموال چھین چھین کر تقسیم کر دے۔

پھر ایک بات اور ہے۔ اکتناز و احتکار وغیرہ کی حد بندی اسلام کے دوسرے اصولوں مثلاً "وراثت" و ممانعت سود وغیرہ سے بھی ہوتی ہے۔ اگر اسلام کے پورے نظام پر عمل ہو جائے۔ تو تمام خرابی خود بخود مٹ جاتی ہے۔ اسلام نے جو معاشی حل پیش کیا ہے۔ وہ تو اسی وقت حرکت میں آئے گا۔ جب آپ اسلام پر عمل کریں گے۔ صرف ایک ٹانگ کو پکڑ لینے سے تو حل نہیں ہو جائیگا۔ آپ اسلام پر تو عمل کرنا نہیں چاہتے۔ اور کہتے ہیں۔ اسلام اکتناز وغیرہ کی ممانعت کرتا ہے۔ جب آپ پورے اسلام پر عمل نہیں کرنا چاہتے۔ تو اسلام اسلام کی رٹ لگانے کا آپ کو کیا حق ہے۔

اسلام قرون اولیٰ جیسے مومنین بنانا چاہتا ہے۔ قرون اولیٰ کے مومنین ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہیں۔ لیکن یہ تو عجیب استدلال ہے۔ کہ چونکہ موجودہ مسلمان ویسے نہیں ہیں اس لئے جن اصولوں کی پابندی سے قرون اولیٰ کے مسلمان صدیق رضؓ۔ فاروق رضؓ عثمان رضؓ اور علی مرتضےٰ بنے تھے۔ ان اصولوں کو ہی بدل دیا جائے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کوئی یہ کہے۔ کہ چونکہ ہم ایسے ماہرین نہیں ہیں۔ کہ الحمراء جیسی خوبصورت عمارت تیار کر سکیں۔ اس لئے ہمیں ویسا ماہر بننے کا خیال ترک کر کے گدھوں کا اصطبل بنانا سیکھنا چاہیئے۔ اسلام تو کہتا ہے۔ صدیق رضؓ بنو۔ فاروق رضؓ بنو۔ عثمان رضؓ بنو۔ مرتضےٰ رضؓ بنو۔ اپنے لئے جنت کا الحمراء بناؤ۔ یہ کیا عذر ہے۔ کہ جی ہم ویسے نہیں بن سکتے۔ اگر آپ بن نہیں سکتے۔ تو پھر آپ اسلام کا نام ہی کیوں لیتے ہیں۔ جو تجاویز آپ پیش کرتے ہیں۔ ان کا نام کمیونزم رکھیں۔ دانشمندی رکھیں۔ حالات کا تقاضا رکھیں۔ جو چاہے رکھیں۔ مگر آپ اس کو اسلام کیوں کہتے ہیں۔ اسلام کا اٹل اور ابدی اصول تو یہی ہے۔ کہ اسلامی حکومت رعایا سے صرف زکوٰۃ یا عشر بالاکراہ لے سکتی ہے۔ باقی حصہ انفاق طوعی ہے۔ نفل ہے۔ حکومت اس کے لئے تحریص و ترغیب کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتی۔ اگر حکومت کی تحریص و ترغیب پر مسلمان۔ صدیق رضؓ فاروق رضؓ۔ عثمان رضؓ اور علی مرتضےٰ رضؓ کی طرح اپنا سارا اندوختہ پیش نہیں کر دیتے۔ تو نہ حکومت اسلامی حکومت ہے۔ اور نہ مسلمان مسلمان۔ پھر جو چاہے کرتے پھرو۔ امام جماعت احمدیہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے تو یہی ارشاد فرمایا ہے کہ :-

"ایک بات ایسی ہے۔ جس کے متعلق خاموشی کو میں جائز نہیں سمجھتا۔ اور وہ یہ کہ اسلام کے نام پر کوئی ایسی بات نہ کہی جائے۔ جو اسلام سے ثابت نہ ہو۔" (اسلام اور ملکیت زمین صفحہ ۱۵۷)

پھر آپ نے فرمایا ہے :-

"ہمیں کمیونزم کے خوف کی وجہ سے کوئی بات نہیں کہنی چاہیئے۔ اگر کمیونزم اچھی چیز ہے تو اس سے خوف کے کوئی معنے نہیں۔ ہمیں شوق سے اس کو قبول کرنا چاہیئے۔ اور اس کے خلاف سب باتوں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ خواہ مذہب کے نام پر کوئی بات کہی جاتی ہو۔ یا کسی اور نام پر۔ جو بات ٹھیک ہے۔ وہ بہرحال ٹھیک ہے۔ لیکن اگر کمیونزم غلط ہے۔ تو پھر محض اس وجہ سے کہ وہ ایک ایسی تعلیم پیش کر رہی ہے۔ جس کی وجہ سے عوام الناس اس کی طرف بھاگے جا رہے ہیں۔ ہمارا اسکو قبول کر لینا خودکشی کے مترادف ہوگا۔ اور ہمیں بہادروں کی صف میں نہیں بلکہ بزدلوں کی صف میں کھڑا کرے گا۔"
(اسلام اور ملکیت زمین صفحہ ۲۰۵، ۲۰۶)

(باقی دارد)

طلب صدق و تحقیق حق کے مثبت و منفی پہلو

از مکرم ابو محمد مفلح صاحب لاہور

کسی مامور کے ظہور کے وقت جہاں ہمیں پاکیزہ ارواح اس مقدس ہستی کے اردگرد پروانہ وار جمع ہوتی نظر آتی ہیں۔ وہاں معاندین و مخالفین منکرین و مکفرین کے گروہ میں سے بعض ایسے باتونی اور لفاظ اور ناحق شناس افراد بھی پیش پیش دکھائی دیتے ہیں۔ جن کا طرۂ امتیاز فقط اس نورِ آسمانی پر اتہامات و بہتانات کی خاک اچھالنا ہوتا ہے۔ اور بمطابق آیۂ قرآنی اما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ماتشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ الخ اس گروہ کا مقصد اپنی لفاظی یا شعر بازی سے صرف اور صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ سادہ لوح طالبانِ حق کو مامورِ وقت کی شناخت سے باز رکھ کر اپنی مشیخت کو برقرار رکھ سکیں۔

ایسے ظالم طبع مخالفین اسلام کے اندر بھی ہر مجدد وقت کے زمانہ میں نظر آتے ہیں۔ اور اسلام سے باہر بھی ہر وقت دکھائی دیتے ہیں۔ چنانچہ رسوائے زمانہ اندرمن مراد آبادی اور مشہور لسّان اور مناظر لیکھرام پشاوری اور دیانند سرسوتی اور پادریوں میں سے پادری احمد شاہ مصنف امہات المومنین اور عبد اللہ آتھم اور پادری فنڈر انیسویں صدی کی پیداوار ہیں۔ جن کی ارواح کو قرآن پاک میں سوائے گالیوں کے کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ مبارک میں ان کا پیشرو کعب بن اشرف یہودی تھا۔ جو مسلمانوں کے محبوب مقتدا اور تمام اہلِ اسلام کو منظوم گالیاں دیا کرتا تھا۔ اور اپنی لفاظی اور شاعری پر ناز کیا کرتا تھا۔ جب ہم مخالفین کی کتابوں کو یا ان کی نظم و نثر کو سرسری نظر سے دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں صاف نظر آتا ہے۔ کہ وہ طلب صدق اور تحقیق حق کے مثبت پہلو کو نظرانداز کرکے صرف منفی پہلو پر زور دیتے چلے جاتے ہیں۔ اور قرآن کریم جیسی خاتم الکتب میں سے کجرائی اور کج فطرتی کی وجہ سے صرف ان الفاظ کو انتخاب کر لیتے ہیں۔ جو خدائے عزّ و جل کے کلام میں واقعیت کو بیان کرنے کے لئے وارد ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان مخالفین نے قرآن پاک کے الفاظ ولا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالک زنیم۔ اور کمثل الکلب کمثل الحمار۔ شر الدواب۔ شر البریۃ کالانعام اور حدیث شریف کے الفاظ علماءھم شر من تحت ادیم السماء اور امصص بنظر اللات وغیرہ پیش کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ نعوذ باللہ قرآن پاک اور حدیث شریف میں جا بجا مخالفین کو گالیاں دی گئی ہیں۔ کیونکہ مخالفین کی نیت بخیر نہیں ہوتی۔ اور اپنے اندرونی بغض اور عناد کی وجہ سے انہیں وہ چمکتی ہوئی صداقتیں نظر نہیں آتیں۔ جو قرآن پاک اور کلام نبوی میں بھری ہوئی ہیں۔ اس لئے وہ مطابق مشہور ضرب المثل کے

ہرچہ گیرد علتی علت شود
ور بگیرد کاملے ملت شود

قرآن پاک کے مثبت پہلو کو نظرانداز کرکے اپنے نظریہ کے منفی پہلو کو اجاگر اور نمایاں کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔ اور آخر کار اسی اندھیرے میں صُمٌّ بُکمٌ عُمیٌ ہونے کی حالت میں "خس کم جہاں پاک" ہو جاتے ہیں۔

یہ تو تھی بیرونی مخالفین اسلام کی حالت۔ اب اندرونی معاندین اور ہر زمانہ کے مجدد وقت اور موجودہ زمانہ کے مامورِ زماں کے منکرین کی حالت کا جائزہ لیں۔ تو آپ ان کو بھی بیرونی مخالفین کے قدم بقدم چلتے اور رواں دواں دیکھیں گے۔ اور سورج جیسی چمکتی ہوئی صداقت پر باطل کا خس و خاشاک اچھالتے ہی ملاحظہ کریں گے۔ ذیل میں ہم احمدیت کے متعلق مخالفین کے منفی پہلو کو واضح کرنے کے بعد طالبانِ حق اور جویانِ صداقت سے درخواست کریں گے۔ کہ وہ للہ غور فرمائیں۔ کہ کیا حق و صداقت کو معلوم کرنے کے یہی طریقے ہیں۔ جو ہمارے مخالفین نے اختیار کئے ہیں۔ یا یہ لچھن ایسے باطل پرست گروہ کے ہیں۔ جو کبھی نہیں چاہتا۔ کہ حق کو دنیا میں پنپنے اور پھیلنے کا موقع ملے۔

(۱) احمدی جماعت کا عقیدہ ہے۔ کہ دوسرے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام و رسل عظام علیہم السلام کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات بھی قرآن کریم کی چالیس آیات اور متعدد احادیث سے ثابت ہے۔ لیکن مخالف گروہ قرآن پاک کو چھوڑ کر محض رسمی عقیدہ کی بنیاد پر اس واضح حقیقت کا انکار کرتا چلا جاتا ہے۔ اور اس جھوٹے اور خلاف قرآن کریم و حدیث شریف عقیدہ پر ساٹھ سال سے برابر قائم اور مصر ہے۔ اور جس جماعت نے خدا اور رسول سے ڈر کر اس مشرکانہ عقیدہ کو چھوڑ دیا۔ ان پر جھوٹے الزامات اور اتہامات لگا کر بدنام کرتا رہتا ہے۔ اور اس طرح سادہ لوح افراد کو حق و صداقت سے روک رہا ہے۔

کیا قرآن پاک کی کسی آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بجسدہ العنصری۔ دوسرے یا چوتھے آسمان پر زندہ چلے جانے کی صراحت ہے؟ جماعت احمدیہ دوسرے تمام انبیاء کی وفات کی طرح وفات حضرت مسیح علیہ السلام کے عقیدہ کے بارہ میں بھی مثبت پہلو پر قائم ہے۔ لیکن مخالفین منفی پہلو کو اختیار کر رہے ہیں۔

(۲) احمدی جماعت مطابق آیات قرآن کریم و احادیث نبویہ اس عقیدہ پر قائم ہے۔ کہ قرآن پاک و حدیث شریف کی بیان کردہ ایک سو علامات ظاہر ہو چکیں۔ چودھویں صدی کا سر اُنسٹھ سال ہوئے گزر گیا۔ غیر احمدی اس بات کے قائل ہیں۔ کہ پہلے تیرہ صدیوں کے تیرہ مجدد ہر صدی کے سر پر مبعوث ہوتے رہے۔ لیکن چودھویں صدی کے مجدد اعظم حضرت مسیح محمدی اور مہدی معہود علیہ السلام کا انکار محض اس لئے کر رہے ہیں۔ کہ وہ ان کے بعض خانہ ساز عقائد کے ماتحت نہیں آئے۔ احمدی جماعت خدا اور رسول صلعم کے فرمان کے مطابق صدہا علامات اور زمینی اور آسمانی نشانات کے ساتھ ظاہر ہونے والے اور عین وقت پر مبعوث ہونے والے مامور کو قبول کر چکی ہے۔ اور قبولیت حق کے مثبت پہلو پر قائم ہے۔ لیکن مخالفین احمدیت باوجود گذشتہ تیرہ مجددوں کو مان لینے کے چودھویں مجدد کے حق میں منفی پہلو پر قائم ہیں۔ اور یہی ان کے باطل پر ہونے کی نمایاں دلیل ہے۔

(۳) احمدی کہتے ہیں۔ خدا کے نبی ہر قوم اور ہر ملک اور ہر زبان میں آئے۔ چنانچہ ہندوستان۔ چین۔ یونان اور ایران وغیرہ ممالک میں آنے والے مامور بروئے آیت قرآنی "وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر" نبی اور رسول تھے۔ لیکن غیر احمدی علماء اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کو مطعون کرتے رہتے ہیں۔ کہ وہ نعوذ باللہ کفار کو نبی مان کر خلاف شریعت فعل کا ارتکاب کر رہی ہے۔ اس صداقت کے لئے بھی جماعت احمدیہ مثبت پہلو پر قائم ہے۔ اور غیر احمدی منفی پہلو پر۔

(۴) احمدی کہتے ہیں۔ کہ قرآن من و عن قابل عمل ہے۔ لیکن غیر احمدی علماء کئی آیتوں کے ناسخ اور منسوخ ہونے کے قائل ہیں۔

(۵) احمدی کہتے ہیں۔ کہ مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان کے مطابق رمضان شریف ۱۳۱۱ھ میں چاند اور سورج گرہن علی الترتیب تیرہ اور اٹھائیس تاریخ کو ہو چکا۔ جو ظہور مہدی کی پختہ اور مسلمہ علامت تھی۔ غیر احمدی علماء اس کا انکار کرتے ہیں۔

(۶) احمدی کہتے ہیں۔ کہ طاعون۔ زلازل۔ قحط۔ وبائیں اور عالمگیر جنگیں بموجب آیت قرآنی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کسی نذیر رسول کا حتمی طور پر پتہ دیتی ہیں۔ غیر احمدی علماء اسکی تکذیب کرتے ہیں۔

(۷) احمدی کہتے ہیں۔ کہ مسلسل ساٹھ سال تک باوجود علمائے سوء کی مخالفت کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقبولیت میں اس ساٹھ برس میں کوئی کمی اور وقفہ نہ ہونا آپ کی صداقت کی روشن دلیل ہے۔ کیوں لوگ مولویوں کی باتیں نہیں مانتے؟ جبکہ وہ ان کے زیر اثر بھی ہوتے ہیں۔ غیر احمدی علماء اسے بھی کوئی وقعت نہیں دیتے۔ اور اپنے انکار پر مصر ہیں۔

(۸) احمدی کہتے ہیں۔ کہ جھوٹا مدعی الہام و وحی قتل کر دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل الایۃ سے ثابت ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ سچے مامور تھے۔ قتل سے محفوظ رہے۔ جیسا کہ آپ کے آقا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صادق ہونے کی وجہ سے قتل سے محفوظ رہے۔ غیر احمدی علماء کہتے ہیں۔ یہ کوئی دلیل صداقت نہیں۔

(۹) احمدی کہتے ہیں۔ کہ ایک سو کے قریب علامات ظہور مسیح و مہدی پوری ہو چکیں۔ اور سب سے آخری علامت یعنی بنی اسرائیل کے فلسطین میں اکٹھا کئے جانے کا وعدہ بھی پورا ہو چکا۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابھی تک نہیں آئے۔ تو یہ ایک سو سے زیادہ علامات کیسے پوری ہو گئیں۔ غیر احمدی علماء اس کا بھی انکار کرتے ہیں۔ (باقی دارد)

چار روپے میں سال بھر کیلئے تبلیغ اسلام

احباب کو یہ معلوم ہے۔ کہ نظارت دعوۃ و تبلیغ ربوہ ضلع جھنگ کی طرف سے مشرقی پنجاب کے سکھوں میں تبلیغ اسلام کی غرض سے گورمکھی میں ماہوار رسالہ جاری کیا گیا ہے۔ اس وقت تک اس کے تین نمبر شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں اسلام اور احمدیت کی صداقت سے متعلق ضروری مضامین شائع کئے گئے ہیں۔ جماعت کے کئی دوستوں نے اپنی طرف سے چندہ ادا کرکے اس کو مشرقی پنجاب کے سکھوں کے نام جاری کروایا ہے۔ اسکی سالانہ قیمت -/۴ روپے ہے۔ پس جو دوست اسکی سالانہ قیمت چار روپے ادا کریں گے۔ وہ دوسرے لفظوں میں چار روپے میں ایک سکھ کو سال بھر تبلیغ اسلام کرنے کا ثواب حاصل کریں گے۔ دوستوں کو اس کار خیر میں حصہ لینا چاہیئے۔ مجلس مشاورت پر آنے والے احباب اس گورمکھی رسالہ کی اعانت کے لئے اپنے ساتھ کچھ نہ کچھ رقم ضرور لائیں۔

خاکسار منیجر رسالہ گورمکھی ربوہ ضلع جھنگ (پاکستان)

درخواست ہائے دعا

(۱) بندہ کی والدہ صاحبہ اہلیہ مستری مہر الدین صاحب مرحوم عرصہ دو ماہ سے بخار کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ مستری محمد اسلم رتن

(۲) عصمت اللہ صاحب موٹر ڈرائیور ولد محمد رمضان حادثہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت فرما[ئیں]

اسلام اور ملکیت زمین

(از اسلام اور ملکیت زمین مصنفہ حضرت امیرالمومنین امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ)

اس وقت پاکستان اور ہندوستان کی مختلف سیاسی پارٹیوں میں طاقت حاصل کرنے کے لئے ایک رسہ کشی جاری ہے۔ دوسرے ملکوں کا تو یہ قاعدہ ہے کہ پارٹیاں بعض اصول کے لئے بنائی جاتی ہیں اور ان اصول کے ماننے والے ان میں شامل ہو جاتے ہیں۔ جوں جوں کوئی پارٹی طاقت پکڑتی جاتی ہے وہ اپنے تجویز کردہ اصول کو ملک میں جاری کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ شروع شروع میں دوسری پارٹیوں سے مل کر اور جب اسے اتنا اقتدار حاصل ہو جائے کہ وہ منفردانہ طور پر اپنے اصول کو ملک میں جاری کر سکے تو پھر بلا اشتراک غیرے وہ اپنے تجویز کردہ اصول کو قانون کی شکل میں بدل دیتی ہے۔ لیکن ہندوستانی ممالک میں بدقسمتی سے پارٹیاں پہلے بنتی ہیں اور اصول بعد میں تجویز کئے جاتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان و ہندوستان میں زیادہ تر پارٹیوں کی بنیاد مذہب پر ہے۔ مذہب ابھی تک اس برصغیر میں ایک متحرک اور قومی طاقت ہے۔ عوام الناس کی اکثریت مذہب پر عمل کرے نہ کرے وقتی طور پر اگر جوش میں آ جاتی ہے تو مذہب کے نام سے ہی آتی ہے۔ اسلئے جب کوئی تحریک اس برصغیر میں اٹھتی ہے تو اس کا محرک مذہب ہی ہوتا ہے۔ گو شکل اسے سیاسی دے دی جاتی ہے۔ اور اگر کوئی سیاسی تحریک بھی اٹھے تو بعد میں وہ مذہبی رنگ اختیار کر جاتی ہے۔ جیسے کانگرس جب پہلے ہندوستان میں بنائی گئی تو اس وقت خالص سیاسی تھی۔ بلکہ خالص تمدنی تھی۔ لیکن آہستہ آہستہ وہ ہندو تحریک بنتی چلی گئی۔ اور مسلمان عناصر اس سے الگ ہوتے چلے گئے۔ خلافت کی تحریک کے زمانہ میں پھر مسلمان اس میں داخل ہوئے۔ لیکن مجبوری سے یا خوشی سے ایک دو سال کے بعد وہ پھر اس سے الگ ہو گئے۔ ان حالات کا نتیجہ یہ ہوا کہ گو کانگرس حقیقی طور پر ایک سیاسی تحریک بن چکی تھی۔ مگر چونکہ اس میں ایک بہت بڑی اکثریت ہندوؤں کی تھی۔ ہندو مذہبی راہنماؤں نے اس کو اپنا آلۂ کار بنانا آسان امر سمجھا اور ایسے لوگ بھی کانگرس میں شامل ہو گئے۔ جو حقیقتاً سیاسی نقطۂ نگاہ نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ مذہبی یا نسلی نقطۂ نگاہ رکھتے تھے۔ حقیقی سیاسی نقطۂ نگاہ رکھنے والے ہندوؤں کی وجہ سے نہیں بلکہ اس دوسرے گروہ کی نجی گفتگوؤں کو سن کر مسلمان چوکنے ہو گئے۔ انہوں نے اپنی ایک الگ انجمن بنالی۔ جو مسلم لیگ کہلائی۔ مسلم لیگ کی بنیادی ضرورت صرف اتنی تھی کہ ہندوستان کی طاقت پکڑنے والی سیاسی انجمنوں کی کوششوں کے نتیجہ میں ہندوستان کی سیاسی طاقت ہندوؤں کے ہاتھ میں چلی جائے گی۔ ان ہندو کہلانے والے لوگوں کے ہاتھ میں نہیں۔ جو درحقیقت سیاسی تربیت رکھنے کی وجہ سے ہندوستانی ہیں۔ ہندو نہیں۔ بلکہ ان ہندوؤں کے ہاتھ میں جو پس پردہ کانگرس پر اپنا جال ڈال رہے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ کانگرس کو اپنا آلۂ کار بنا کر اپنی سکیم کو ملک میں جاری کرنا چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کانگرس کی طرح مسلم لیگ کا بھی کوئی معین سیاسی پروگرام نہیں ہو سکتا تھا۔ کانگرس کا سیاسی پروگرام یہ تھا کہ ہندوستان کے ہاتھ میں اختیارات آ جائیں۔ ابتدائے کار میں اس کو اس سے غرض نہ تھی۔ کہ اختیار کن کے ہاتھ میں آئے۔ قدیم الخیال لوگوں کے ہاتھ میں یا آزاد خیال لوگوں کے ہاتھ میں یا سوشلسٹ لوگوں کے ہاتھ میں یا کمیونسٹ لوگوں کے ہاتھ میں [illegible] ہو۔ پھر جو طاقتور ہو وہ اختیارات سنبھال لے۔ مسلم لیگ کا بھی کوئی سیاسی پروگرام نہیں تھا۔ مسلم لیگ کی غرض بھی یہی تھی کہ جب ملک میں طاقت آئے تو مسلمان کو بھی اس کا حصہ ملے۔ ہندوستانی سے مراد ہندو نہ ہو۔ بلکہ ہندوستانی سے اسی طرح مسلمان مراد ہو۔ جس طرح ہندو مراد ہو باقی رہا سیاسی پروگرام سو مسلمانوں میں سے جو طاقت اس وقت غالب ہو وہ اختیارات کو سنبھال لے لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ ہمارے ملک کا اصلی نظریہ مذہبی ہے۔ اس لئے لازمی نتیجہ ان تحریکوں کا یہ ہوا کہ ہندوستانی کی تعریف ہندو سے بدلتی چلی گئی اور مسلم کی جگہ پر اسلام آگے آتا چلا گیا۔ حقیقتاً تو مذہب آگے نہیں آیا۔ لیکن مذہب کو حالات نے آگے دھکیل دیا۔ مجھے اس سے سروکار نہیں کہ اس تحریک کے نتیجہ میں ہندو مذہب کو کوئی فائدہ پہنچا یا نہیں یا اسلام کو کوئی فائدہ پہنچا یا نہیں۔ لیکن ظاہری صورت یہی ہو گئی کہ ایک طرف ویدک تہذیب کی بلندی کے نعرے لگنے لگ گئے اور دوسری طرف اسلام زندہ باد کا آوازہ بلند ہونے لگا۔ ہندوؤں کا مذہب چونکہ کسی معین صورت میں باقی نہیں۔ جو لوگ ہندو مذہب کی تائید میں جدوجہد کرنے لگے۔ ان کی کوششیں بجائے ہندو مذہب کی مضبوطی کے اسلام کی تخریب میں خرچ ہونے لگیں۔ کیونکہ جب کوئی عمارت ہے ہی نہیں تو اس کی مرمت اور اصلاح کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ ایسی صورت میں انسان یہی کر سکتا ہے کہ اپنے مدمقابل کے مکان کو گرانے کی کوشش کرے۔ لیکن مسلم لیگ کی کوشش کے نتیجہ میں جو اسلام زندہ باد کے نعرے بلند ہونے لگے اس سے مسلم عوام کے دل میں یہ احساس پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ کہ اب اسلامی احکام کو اس علاقہ میں جاری کیا جائیگا۔ جو مسلمانوں کے قبضہ میں آئے گا۔ مسلمان اسلام سے غافل تھا۔ مسلمان اسلام کی پابندی چھوڑ چکا تھا۔ اکثر مسلمانوں نے قرآن کا نام سنا تھا اسے کھول کر دیکھا نہیں تھا، مسجدیں خالی پڑی تھیں زکوٰۃ جن جن پر واجب تھی وہ اس کے دینے سے گریز کرتے تھے۔ سود کا عام رواج ہو رہا تھا حج کو وہ لوگ نہ جاتے تھے جن پر حج فرض تھا۔ ہاں ان لوگوں میں سے کچھ تعداد جاتی تھی جن پر حج فرض نہیں تھا۔ لیکن اسلام کی محبت مسلمان میں باقی تھی۔ اسکی عظمت کا وہ قائل تھا۔ وہ اس پر متواتر عمل کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ لیکن ہنگامی طور پر اس پر جان دینے پر آمادہ تھا۔ وہ عملاً تو اسلام پر قائم نہ تھا لیکن اسکے دل کی گہرائیوں میں یہ احساس موجود تھا کہ اسلام پر عمل کرنا اسکے لئے دینی و دنیوی طور پر بہت اچھا ہو گا۔ وہ ایک افیون کے نشہ میں مبتلا آدمی کی طرح جو ایسے گھر میں پڑا ہو جس میں آگ لگ چکی ہو۔ خود اپنی کوشش سے تو اپنی حالت کو بدل نہیں سکتا تھا لیکن اس کے اندر یہ خواہش ضرور تھی کہ کوئی مجھے اٹھا کر محفوظ جگہ پر ڈال دے۔ وہ یہ چاہتا تھا۔ کہ مجھ سے کوئی حکومت جبراً اسلام پر عمل کروانے لگے۔ غرض قوت عمل اس کی بیکار تھی۔ لیکن ارادہ نیک ابھی زندہ تھا۔ مسلمانوں میں سے سیاسی اقتدار حاصل کرنے والے لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ جس طرح ہندو مسلمانوں کے خلاف کچھ قانون بنا کر اپنی قوم میں سچا ہندو کہلا سکتا ہے۔ اسی طرح ہم ہندوؤں کے خلاف کوئی قانون بنا کر سچے مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ ہندو مذہب ایک خیالی چیز ہے۔ اسلام ایک حقیقت ہے۔ خیالی معشوق اور حقیقی معشوق میں فرق ہوتا ہے ایک شاعر اپنے خیالی معشوق کی موجودگی میں دنیا کے سارے کام کرتا ہے مگر ایک نوجوان حقیقی عشق کے مرض میں مبتلا ہونے کے بعد دنیا کے سب کاموں سے محروم ہو جاتا ہے۔ پس مسلمانوں کے سیاسی راہنماؤں میں سے جو تو مذہبی رنگ رکھتے تھے۔ انہوں نے تو اپنے جذبات کے ماتحت یہ فیصلہ کر لیا کہ پاکستان میں کسی نہ کسی رنگ میں اسلامی قانون کو جاری کرنا ہو گا اور جو مذہبی رنگ نہیں رکھتے تھے انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ پاکستان میں جو بھی قانون جاری کیا جائے۔ اسے اسلامی رنگ دینا ضروری ہو گا۔ خواہ وہ بھیڑ یا بکری کی کھال اسے پہنانا ضروری ہے۔ ورنہ عوام الناس مسلمان اسے قبول نہ کرینگے یہ مختلف خیالات کے لوگ مسلم لیگ میں یا دوسری اسلامی سوسائٹیوں میں ہنگامی طور پر اس لئے شامل ہو گئے تھے کہ ہندو مسلمان میں کشمکش پیدا ہو رہی تھی۔ اور وہ بھی مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہونے کی وجہ سے اس کشمکش کے اثرات سے بچ نہیں سکتے تھے۔ لیکن جب پاکستان بن گیا تو مختلف لوگوں کے مختلف سیاسی نظریئے پھر روشن ہونے لگے۔ پھر ان کے مٹے ہوئے نقوش ابھرنے لگے۔ لیکن انہوں نے دیکھا کہ پاکستان کی جنگ اسلام ہی کے نام سے لڑی گئی ہے۔ اور اس کے نام کی برکت سے فتح کی گئی ہے۔ اور پھر انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ اسلام ایک معین اور ایک مفصل تعلیم رکھتا ہے۔ اس کو بالکل پیچھے نہیں دھکیلا جا سکتا۔ محض سیاسی نظریوں کو پیش کر کے اس کا اثر مسلمانوں کے دلوں سے محو نہیں کیا جا سکتا پس انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ عوام الناس اسلام کے نام پر جان دیتے ہیں۔ مگر قرآن و حدیث کو نہ انہوں نے پڑھا نہ اس کی تعلیم انہیں معلوم ہے۔ اس لئے اپنے نظریوں کا نام اسلام رکھ دو۔ اور یہ شور مچا دو کہ اسلامی تعلیم کو پاکستان میں جاری کرنا چاہئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ عوام الناس کے جوش بھڑکیں گے نہیں۔ جہاں تک اس تعلیم کو لوگوں میں مقبول عام کیا جا سکے گا۔ وہ تعلیم بغیر مذہبی مخالفت کے پاکستان کے سیاسی پروگرام کا جزو بن جائے گی۔ یہ مرض اتنی بڑھی کہ پاکستان کے کمیونسٹ بھی "اسلام خطرے میں ہے" کا نعرہ لگا رہے ہیں۔ اپنی نجی گفتگوؤں میں وہ اسلام پر تمسخر اڑاتے ہیں اور اسلام کو ایک فرسودہ مذہب قرار دیتے ہیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر سٹالن ان کے نزدیک زیادہ شان رکھتا ہے (نعوذ باللہ من ذالک) اور اسلام سے کمیونزم کے اصول ان کے نزدیک زیادہ شاندار ہیں۔ لیکن کمیونزم کے معروف اصول کے ماتحت وہ کمیونزم کی تعلیم کو اسلامی تعلیم قرار دے کر پاکستانی عوام میں اس کو مقبول بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چونکہ اس کی ظاہری شکل ایسی ہے کہ موجودہ اکثریت اس کے حق میں چلی جاتی ہے۔ اس لئے اسلام کے نام کی وجہ سے عوام الناس ان کے بعض اصول کو اپنا لیتے ہیں۔ اور جب دوسرے سیاسی لیڈر یہ دیکھتے ہیں کہ فلاں فلاں نظریہ عوام میں بہت مقبول ہو گیا ہے۔ تو وہ بھی اس نظریئے کو اپنانا اپنی کامیابی کے لئے ضروری سمجھ لیتے ہیں۔ چنانچہ ایسے ہی مسائل میں سے ایک ملکیت زمین کا مسئلہ ہے۔ کمیونسٹ تحریک نے مختلف سیاسی پارٹیوں

کے ساتھ شامل ہو کر یہ آواز بلند کرنی شروع کی ہے کہ زمین کی ملکیت کے متعلق ہمارے ملک میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ اور جو اصلاح انہوں نے تجویز کی ہے وہ تفصیلاً وہی ہے جو کمیونزم نے تجویز کی ہے۔ لیکن پاکستان کے عوام الناس کے احساسات کا خیال رکھتے ہوئے اس کا نام اسلامی اصلاح رکھا گیا ہے۔ بعض لوگوں نے تو اسلامی تعلیمات کو توڑ مروڑ کر ایسی شکل دینے کی کوشش کی ہے۔ کہ لوگ اس تحریک کو اسلامی ہی سمجھیں بعض نے بعض اصولی آیات یا حدیث کو لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کے تعامل کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ یعنی ان آیات اور احادیث کو لے لیتے ہیں جن سے ان کے نظریہ کی تصدیق ہوتی ہو اور بعض نے بعض دوسرے طریقے اختیار کئے ہیں جنکی تفصیل میں پڑنے کا یہ موقعہ نہیں۔ اس پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر مسلم لیگ نے بھی زمیندارہ سسٹم کی اصلاح کے متعلق مختلف جگہوں پر کمیٹیاں مقرر کیں۔ بعض جگہ حکومت کے انتظام کے نیچے اور بعض جگہ مسلم لیگ کے انتظام کے نیچے اس مسئلہ پر غور کیا گیا۔ پنجاب سندھ صوبہ سرحد اور ایسٹ بنگال میں ایسی کمیٹیاں بنیں اور انہوں نے اپنی رپورٹیں پیش کی ہیں۔ اور ان رپورٹوں پر غور کرنے کے بعد مرکزی مسلم لیگ نے بھی ایک کمیٹی مقرر کی جس کی رپورٹ پر غور کرنے کے لئے پھر اس نے ایک اور سب کمیٹی مقرر کی۔ اور اس سب کمیٹی کی رپورٹ پر مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے زمیندارہ اصلاح کے متعلق کچھ اصول تجویز کر کے صوبائی حکومتوں کو توجہ دلائی۔ کہ ان اصول کو اپنے ملک میں جاری کرنے کی کوشش کریں۔

مسلم لیگ جس نتیجہ پر پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ زمینداری اور جاگیرداری کو جلد ختم کیا جائے۔ مرکزی مسلم لیگ کے بعض ممبروں یا صوبجاتی مسلم لیگوں کے بعض ممبروں میں اگر کوئی اختلاف ہے۔ تو اس بارہ میں ہے کہ ان دونوں چیزوں کو کس شکل میں ختم کیا جائے یا کس حد تک ختم کیا جائے یعنی کتنی زمین کسی کے پاس رہنے دی جائے۔ یا کتنی قیمت کسی کو دی جائے لیکن اس پر سارے متفق ہیں۔ کہ زمینداری اور جاگیرداری کو ختم کرنا چاہیے۔ جہاں تک حکومت کے نمائندوں کے فیصلوں کا تعلق ہے مجھے اس پر بحث کرنے کی نہ ضرورت ہے نہ میں اس کا اہل ہوں کیونکہ سیاسی امور سیاسی لوگوں پر ہی چھوڑ دینے چاہئیں۔ اگر ملک کی اکثریت کوئی قانون بنائے تو اقلیت کا فرض ہے کہ وہ اس قانون پر عمل کرے۔ ہاں اگر مناسب سمجھے تو آئینی طریقوں سے اسے بدلوانے کی کوشش کرے۔ پس جہاں تک قانون کا سوال ہے۔ ایک پاکستانی شہری ہونے کے لحاظ سے مجھے حق تو پہنچتا ہے۔ کہ میں اس پر رائے زنی کروں لیکن ایک مذہبی آدمی ہونے کی وجہ سے سمجھتا ہوں۔ کہ مسئلہ کے اس حصہ کو میں سیاسی لوگوں پر ہی چھوڑ دوں مگر ایک بات ایسی ہے جس کے متعلق خاموشی کو میں جائز نہیں سمجھتا۔ اور وہ یہ کہ اسلام کے نام پر کوئی ایسی بات کہی جائے۔ جو اسلام سے ثابت نہ ہو۔ اگر ایسا ہو۔ تو پھر ہر مذہبی آدمی کا فرض ہے۔ کہ وہ اس وقت اسلام کی تعلیم کو واضح کر دے اس وضاحت کو ماننا یا نہ ماننا یہ دوسرے آدمی کا کام ہے۔ لیکن اس کا واضح کر دینا یہ ایک مذہبی آدمی کا فرض ہے۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے سامنے وہ جوابدہ ہوگا۔

یاد رکھنا چاہیے۔ کہ زمینداری کا طریق اسلام کے بعد جاری نہیں ہوا۔ بلکہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے یہ طریق دنیا میں کسی نہ کسی شکل میں رائج چلا آتا ہے۔ عرب بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک ویران ملک تھا۔ اور اس کی آبادی چند لاکھ افراد پر مشتمل تھی۔ بوجہ صحراؤں اور بیابانوں کی کثرت کے اس میں کھیتی باڑی کم ہوتی تھی۔ مگر پھر بھی کچھ ٹکڑے ایسے تھے۔ جو بہت زرخیز تھے اور ان ٹکڑوں کی آبادی کے لئے چھوٹے چھوٹے قصبے یا شہر ان کے گرد بن گئے تھے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ فرمایا۔ تو اس وقت ایسے قصبے اور شہر موجود تھے۔ مکہ مکرمہ کے ہمسایہ میں طائف کا علاقہ زمیندارہ علاقہ تھا۔ طائف سے چل کر مکہ سے آٹھ دس میل کے فاصلہ تک کھجوروں کے باغات اور کھیتوں کا سلسلہ ممتد تھا۔ اور مکہ کے امراء ان باغوں یا کھیتوں کو خرید کر پیٹ کے لئے گذارہ کی صورتیں پیدا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا مجمل اشارہ ملا۔ تو آپ نے اس وقت ایک رویا کی بنا پر جس میں یہ دکھایا گیا تھا کہ آپؐ ایک کھجوروں والے علاقہ میں ہجرت کر کے گئے ہیں یہ سمجھا کہ طائف اور مکہ کے درمیان جو نخلہ مقام ہے۔ اور جہاں کھجوروں کے بہت سے باغ ہیں۔ شاید آپ ہجرت کر کے وہاں تشریف لے جائیں گے۔ آپ کا وہ اہم سفر جو طائف کی طرف آپؐ نے اختیار فرمایا۔ وہ بھی اسی تعبیر کے نتیجہ میں تھا۔ آپؐ نے خیال فرمایا کہ اگر نخلہ ہی وہ مقام ہے۔ جدھر آپ کو ہجرت کرنی ہوگی۔ تو غالباً طائف کے لوگ آپؐ پر جلد ایمان لے آئیں گے لیکن خدا تعالیٰ کے علم میں وہ مقام نخلہ نہ تھا۔ بلکہ مدینہ منورہ تھا اس لئے طائف کے لوگوں نے بجائے ایمان لانے کے آپؐ پر پتھر برسائے اور آپ کو سخت ایذائیں دیں یمن بھی ایک زرعی ملک ہے۔ دارالہجرت مدینہ منورہ بھی ایک زرعی علاقہ ہے بحرین کا علاقہ بھی زرعی ہے اور کئی دوسرے عرب علاقے بھی زرعی ہیں۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کے وقت عرب میں زراعت کی جاتی تھی۔ لوگ زمینوں کے مالک تھے۔ بڑے مالک بھی اور چھوٹے مالک بھی اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسلام کے سامنے یہ مسئلہ نہیں آیا۔ اس لئے اس نے اس مسئلہ کے متعلق کوئی روشنی نہیں ڈالی۔ یا اس کے متعلق کوئی تفصیلات بیان نہیں کیں۔ ہمارے نزدیک تو اسلام خدا تعالیٰ کا بھیجا ہوا مذہب ہے۔ اور خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ وہ آئندہ آنے والے امور کے متعلق بھی قرآن کریم میں راہنمائی فرماتا ہے۔ لیکن بعض مادی خیال کے لوگ ایسی دلیلیں بعض دفعہ پیش کر دیا کرتے ہیں۔ کہ فلاں بات اسلام کے وقت میں نہیں تھی۔ اس لئے اسلام میں اس کے متعلق کسی تعلیم کا ملنا مشکل ہے۔ ایسے لوگوں کا مونہہ بند کرنے کے لئے میں کہتا ہوں۔ کہ زمین کی ملکیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پائی جاتی تھی۔ اور یہ سوال پوری طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آیا پس ایسا سوال جو آپؐ کے سامنے آیا ایسا مسئلہ جو خود آپؐ کی ذات سے گذرا۔ اور آپؐ کے صحابہؓ کے ساتھ پیش آیا۔ اس کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ اسلام نے اس کے بارہ میں کوئی تعلیم نہیں دی۔ یہ گویا اس بات کا اعتراف کرنا ہوگا۔ کہ نعوذ باللہ من ذالک اسلام ایک نامکمل مذہب ہے۔ بلکہ ناقص مذہب ہے۔ جس نے آئندہ زمانوں کے مسائل کو تو کیا حل کرنا تھا۔ اپنے زمانہ کے اہم مسائل کو بھی اس نے حل کیا نہ چھیڑا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

اگر اسلام نے اس مسئلہ کے متعلق کوئی روشنی نہیں ڈالی تو بہرحال رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپؐ کے صحابہؓ نے زمینوں کے متعلق کوئی نہ کوئی طریق عمل تو اختیار کیا ہوگا۔ کیونکہ اسلام کی حکومت میں زمیندار بستے تھے۔ اور زمینداروں اور ان کے مزارعوں کے درمیان اختلافات پیدا ہوتے تھے۔ اور تصفیہ کے لئے وہ حکام کے پاس پیش بھی ہوتے رہتے تھے۔ اگر نعوذ باللہ اسلام نے کوئی تعلیم نہیں دی تھی۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ نے کوئی عقلی فیصلہ اسلامی اصول کی روشنی میں اس بارہ میں صادر کیا ہوگا۔ اور اگر کوئی ایسا فیصلہ کیا تھا۔ تو وہ فیصلہ ہزاروں ہزار مسلمانوں کے عمل میں بھی آیا ہوگا۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی چونکہ زمین تھی آپ کے عمل میں بھی آیا ہوگا۔ آپؐ کے خلفاء کے پاس بھی زمین تھی۔ ان کے عمل میں بھی آیا ہوگا آپؐ کے صحابہؓ میں سے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ اور بہت سے اکابر مہاجر صحابہؓ کی زمینداریوں کا ثبوت حدیثوں اور تاریخوں سے ملتا ہے۔ اور انصار تو قریباً سب کے سب زمیندار تھے۔ ان لوگوں کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا اسوۂ عمل پیش کیا تھا؟ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھی خیبر کی فتح کے بعد زمین آگئی تھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لئے کیا طریق عمل پسند فرمایا تھا؟ اس سوال کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے ہمارے لئے اتنا ہی کافی نہیں کہ ہم قرآن کریم کی بعض آیات کا غلط یا صحیح مفہوم نکال کر ایک قانون بنا دیں۔ بلکہ ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ ہم یہ دیکھیں کہ قرآن کریم کی اس آیت کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا معنی کئے اور اس پر کس شکل میں عمل کیا کیونکہ یہ مسئلہ صرف اعتقادی نہیں۔ کہ اسے صرف اصولی احکام سے حل کیا جائے۔ بلکہ عملی ہے جس کی تفصیلات پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عمل کیا۔ اور دوسروں سے عمل کروایا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صاف طور پر فرماتا ہے۔ اولٓئک الذین ھدی اللّٰہ فبھدٰھم اقتدہ (الانعام ع ۱۰)

یعنی تو ہمارے پہلے بھیجے ہوئے بزرگوں کے طریق پر عمل کر۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق تھا۔ کہ جب تک قرآن کریم کا کوئی حکم نازل نہیں ہوتا تھا۔ آپؐ تورات کے بتلائے ہوئے طریق اور انبیاء سابق کے عمل کی اتباع فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً قبلہ کا مشہور مسئلہ ہے۔ جب تک قبلہ کے متعلق کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ آپ خانہ کعبہ کی اس سمت میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے۔ جس سمت میں خانہ کعبہ بھی آپؐ کے سامنے آجاتا تھا۔ اور بیت المقدس کی مسجد بھی آپؐ کے سامنے آجاتی تھی۔ اس ذریعہ سے آپؐ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر بھی عمل کر لیتے تھے۔ اور بنی اسرائیل کے انبیاء کی سنت پر بھی عمل کر لیتے تھے۔ جب آپؐ مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ تو چونکہ مدینہ منورہ بیت المقدس اور مکہ مکرمہ کے درمیان میں ہے اور دونوں طرف ایک ہی وقت میں مونہہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے آخری زمانہ کے انبیاء کا احترام کرتے ہوئے آپؐ نے بیت المقدس کی طرف مونہہ کر کے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ لیکن بعد میں قرآن کریم میں قبلہ کا حکم نازل ہو گیا۔ اور پھر آپؐ نے خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ اسی طرح اور بہت سے مسائل ملتے ہیں جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام قرآنیہ کے نزول سے پہلے بنی اسرائیل کے انبیاء کے طریق کو اختیار کئے رکھا۔ اور تاریخ اور حدیث سے یہ ثابت ہے۔ کہ آپؐ بالارادہ یہ کام کرتے تھے۔ پس جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم ہے کہ جہاں اور جب تک کوئی نقص نہ ملے پرانے انبیاء کے طریق کو اختیار کر لیا کرو۔ تو کیا یہ بات خیال میں آسکتی ہے۔ کہ اگر بالفرض کوئی نص قرآن کریم میں موجود نہیں۔ تو ایک مسلمان کو یہ اجازت ہے۔ کہ وہ اپنی عقل سے اپنے لئے راستہ تجویز کرے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کے طریق عمل کو نہ دیکھے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی فرمانبرداری اور اطاعت کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور اطاعت بھی واجب کی ہے۔ اور ہمارا تو یہی عقیدہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ کرتے تھے وہ کلی طور پر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت کرتے تھے۔ لیکن فرض کرو۔ کسی کا یہ عقیدہ نہیں تو بھی اس کو یہ تو ماننا پڑے گا۔ کہ اگر کسی معاملہ میں اس کو قرآنی ہدایت نہیں ملتی۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور آپؐ کے ارشاد میں اسے اسلام کی اصولی تعلیم کا صحیح مفہوم ملے گا۔

اس تمہید کے بعد جاگیرداری اور زمینداری کے متعلق جو مختلف سوال پیدا ہو سکتے ہیں۔ یا ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق میں قرآن کریم اور احادیث اور ائمہ اسلام کی تعلیم اور ان کا اقوال پیش کرنا چاہتا ہوں۔ تا مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ اسلام کی رائے اس مسئلہ کے متعلق کیا ہے۔ اور کوئی بات اسلام کے نام سے ایسی نہ کہی جائے جس کو اسلام نے پیش نہیں کیا۔

پتہ مطلوب ہے!

مجھے مولوی ذکاء اللہ خان صاحب اور مرزا منور احمد صاحب (جو تقسیم سے قبل ریلوے کمپنی نڈل الیسٹ میں ملازم تھے) کے موجودہ پتہ درکار ہے۔ اگر یہ احباب خود اس اعلان کو پڑھیں۔ تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں نیز اگر کسی اور صاحب کو ان کا پتہ معلوم ہو۔ تو وہ بھی مطلع فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

خاکسار شیخ عبدالرحمٰن دسپاتچ گارڈ (کرلینیٹ پبلک سروس شاہ دین بلڈنگ لال روڈ۔ لاہور)

درخواست دعا

میرا لڑکا عزیز مسعود احمد بیمار ہے۔ احباب اس کے لئے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ خاکسار ابوالفضل محمود لودھی ۳ لنک پارک لاہور

مارچ کی قیمت اخبار

جن احباب کی قیمت اخبار مارچ میں ختم ہو رہی ہے مہربانی کر کے وہ اپنے اخبار کی قیمت بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں۔ ورنہ وی۔پی ارسال خدمت ہوگا۔ اور جن کی خدمت میں وی۔پی ارسال ہیں۔ وہ وصول فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(مینجر الفضل)

الفضل میں اشتہار کلید کامیابی ہے!

انعام

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی تازہ اور معرکۃ الآراء تصنیف "اسلام اور ملکیت زمین" ان احباب کی خدمت میں مفت پیش کی جائیگی۔ جو ایجنسی الفضل راولپنڈی کو دس خریدار مہیا کر دیں گے

(خاکسار محمد لیسین ایجنٹ الفضل راولپنڈی)

یورپین ممالک میں مصنوعات کی نمائش کا موقع

موسم گرما میں ہر سال یورپین ممالک میں تجارتی و صنعتی نمائشیں ہوتی ہیں۔ ہماری خواہش ہے۔ کہ احمدی صناعوں کی مصنوعات کو پاکستان کی طرف سے مظاہرے کے واسطے وہاں بھیجا جائے جو احباب بیرونی ممالک سے تجارت کرنے کے خواہشمند ہیں۔ فوراً ہمیں اپنے مصنوعات کے پانچ پانچ نمونے بھیجیں۔ تاہم انہیں مذکورہ نمائشوں میں بھجوانے کا انتظام کر سکیں۔

جو احباب اس بات کے خواہشمند ہوں۔ وہ اس بارہ میں ہمارے ساتھ خط و کتابت کریں۔

وکیل التجارت تحریک جدید

جودھامل بلڈنگ پوسٹ بکس نمبر ۲۳۶ لاہور

مجلس مشاورت کے موقع پر تاجروں کی میٹنگ

چند ایک تاجر احباب نے خواہش کی ہے۔ کہ مجلس مشاورت کے موقع پر تاجروں کی ایک میٹنگ بلائی جائے۔ جس میں اس بات پر باہم مشورہ سے غور کیا جائے کہ جماعت کی تجارتی اور صنعتی ترقی کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ جماعت اور نظام سلسلہ اپنی انفرادی اور اجتماعی حیثیت سے ایک دوسرے کی کس طرح مدد کر سکتے ہیں

اس میٹنگ کے انعقاد کا فیصلہ کرنے سے پہلے میں چاہتا ہوں۔ کہ کچھ اور تاجر احباب مندرجہ بالا میٹنگ کی ضرورت اور اہمیت کے بارہ میں اپنی رائے سے اطلاع دیں اور اپنے خیالات تحریر کریں۔ جو اس میٹنگ میں پیش کرنا چاہتے ہیں تا اندازہ لگایا جا سکے کہ اس بارہ میں جماعت کے اندر کہاں تک بیداری ہے اور اس کے فوائد کیا ہونگے

مشاورت کے دن بہت قریب آ رہے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ احباب ہفتہ کے اندر اندر اپنے خیالات سے مجھے اطلاع دیں۔ تا اس میٹنگ کے انعقاد کے بارہ میں اعلان کر دیا جائے۔

اگر میٹنگ کے انعقاد کا فیصلہ ہو گیا۔ تو پھر اُمید ہے کہ ہماری درخواست پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی تاجران کی اس مجلس کو خطاب کرینگے۔

وکیل التجارت تحریک جدید جودھامل بلڈنگ پوسٹ بکس ۲۳۶ لاہور

شاہ کے دورہ پاکستان کا ایران میں خوشگوار اثر

تہران ۱۷ مارچ۔ آج شاہ ایران شام کو جب طہران پہنچے تو وزیروں، سفارتی نمائندوں اور پاکستانیوں نے فضائی مستقر پر ان کا استقبال کیا۔ اعتماد کے ساتھ توقع کی جاتی ہے کہ پاکستان کا اہم اثر پڑے گا۔ شاہ کے دورے کی تمام اطلاعات سے یہاں پاکستان کی مہمان نوازی اور ایران کے ساتھ اس کی دوستی کا بہت اچھا اثر پڑا ہے گا۔ اور بلاشبہ ان اطلاعات نے پاکستان کے متعلق ایران کے اس یقین کو پختہ کر دیا ہے کہ پاکستان کی عالمگیر امور میں ایک مؤثر آواز ہے۔ جس کی پشت پر طاقت اور وقار ہے اور یہ کہ پاکستان اسلامی دنیا کا ایک مضبوط ستون ہے۔ توقع ہے کہ شاہ جلدی اپنے دورے کے اثرات و نتائج پر اپنے وزیروں سے مشورہ کریں گے (اسٹار)

بغداد میں طہران کا سفارتخانہ

بغداد ۱۷ مارچ طہران سے اخباری اطلاعات یہاں پہنچ رہی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت جلدی بغداد میں اپنا پہلا سفارت خانہ قائم کرنے والی ہے اور موجودہ السید محمد سیاست کی جگہ ایک نیا سفیر مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اطلاعات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ایران اردن میں بھی ایک لیگیشن آئندہ اپریل میں قائم کرنے والا ہے۔ اسٹار کو معلوم ہوا ہے کہ ایران عرب ملکوں کے ساتھ اپنے تعلقات بڑھانا چاہتا ہے۔ (اسٹار)

عراق میں تعلیم

بغداد ۱۷ مارچ۔ وزیر تعلیم سعد عمر نے مختلف تعلیمی مراکز کے مصارف اور آمدنی کے اندازوں کے بارے میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ عراق میں تمام طبقوں کو تعلیم دی جائے گی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ تعلیم تمام طبقوں کو دی جائے۔ خاص طور پر غریب طبقے کو انہوں نے زور دیا کہ بجٹ میں کم از کم ۲۵ فیصدی (ساڑھے سات لاکھ دینار) کا اضافہ کیا جائے۔ تاکہ ضروری مصارف پورے کئے جا سکیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کی پہلی آرزو عراق میں ایک یونیورسٹی کا قیام ہے۔ ان کو امید ہے کہ یہ وزارت تعلیم سے قطعی علیحدہ ہو جائے گی اور صدارت کسی دوسرے محکمہ سے وابستہ کر دی جائے گی۔ (اسٹار)

شہری پرواز کی انجمن

خرطوم ۱۷ مارچ۔ حکومت کے محکمہ ڈاک کے انڈر سیکرٹری السید سلیمان حسین اور شہری پرواز کے محکمہ کے ایم نسیر یو کو شہری پرواز کی کانفرنس میں سوڈان کی نمائندگی کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ کانفرنس اس ماہ میں پیرس میں ہو رہی ہے۔ (اسٹار)

چیکوسلواکیہ کے مزید وزراء مستعفی ہو جائیں گے

لنڈن ۱۷ مارچ۔ چیکوسلواکیہ کے وزیر خارجہ مسٹر ویلادمیر کلمنٹس کی علیحدگی کے بعد لنڈن میں مشرقی یورپ کے مبصرین کے پاس جو خبریں پہنچ رہی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں کچھ اور سربرآوردہ وزراء مستعفی ہو جائیں گے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ جن سربرآوردہ افراد پر ماسکو کو نافرمانی کا شبہ ہے ان میں صدر گوٹوالڈ، وزیراعظم زیپوٹو کی اور وزیر داخلہ نوسک شامل ہیں۔ وزیر داخلہ زمانہ جنگ کی لنڈن میں قائم چیکوسلاوی حکومت میں کلمنٹس کے ساتھی تھے۔ توقع ہے کہ چیکوسلاوی حکومت کی ماسکو حامی گروہ قیادت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لیگا۔ (اسٹار)

شمالی چین میں شدید قحط کا خطرہ

لنڈن ۱۷ مارچ۔ شمالی چین میں قحط پڑ جانے کے خطرے سے اشتراکی حکومت کو بڑا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ پیکنگ کے ایک نائب وزیراعظم نے ایک رپورٹ میں اس شدید خطرے کو تسلیم کیا ہے۔ اس رپورٹ میں جس کا پورا متن اب حاصل ہو گیا ہے ایک ذمہ دار ذرائع سے صورت حال کی شدید نزاکت کا اظہار ہوتا ہے اس صورت حال کے ساتھ ستر لاکھ قحط زدہ پناہ گزین امداد کے لئے شور و غوغا مچا رہے ہیں۔ ہنگامی صورت حال سے صرف نصف مسئلہ حل ہوا ہے اور نازک دور ابھی تک نہیں گذرا ہے۔ نائب وزیراعظم نے قحط کا مقابلہ کرنے کے لئے تمام وسائل کو کام میں لانے کا مطالبہ کیا ہے۔ اور پیکنگ میں قحط کی مرکزی امداد کی کمیٹی کو صاف گوئی کے ساتھ بتا دیا ہے کہ ہم ابھی تک پوری طرح کام نہیں کر رہے۔ (اسٹار)

عرب مہاجرین کو تحائف

عمان ۱۷ مارچ۔ اردن کی انجمن ہلال احمر کو بہت سے تحائف موصول ہوئے ہیں۔ جو امریکہ انجمن صلیب احمر کے بچوں نے اردن اور فلسطین کے عرب مہاجر بچوں کو دیئے ہیں۔ (اسٹار)

پاکستان کے ساتھ ترکی کے بڑھتے ہوئے دوستانہ تعلقات

استنبول کے کثیرالاشاعت اخبار "حریت" کا مقالہ افتتاحیہ

استنبول ۱۷ مارچ۔ ایک روزنامہ "حریت" نے جو ترکی کا سب سے زیادہ کثیرالاشاعت اخبار ہے۔ اپنی ۱۷ فروری ۱۹۵۰ء کی اشاعت میں "پاکستان کے ساتھ دوستی" کے عنوان سے اپنے مقالہ افتتاحیہ میں لکھا ہے کہ کراچی کی خبروں کے مطابق پاکستان میں ترک طلباء اور کھلاڑیوں کے ساتھ ایسے خلوص اور محبت سے پیش آیا گیا۔ اور ان کی ایسی اعلیٰ مہمان نوازی کی گئی جیسے ایک تہوار منایا جا رہا ہو۔ اس دورہ سے ہماری توجہ پھر پاکستان کی طرف منعطف ہوتی ہے یہ واقعہ ہے کہ یہ اسلامی مملکت شاہراہ ترقی پر تیز رفتاری سے گامزن ہے اور اپنے قریب و دور کے تمام پڑوسیوں سے سیاسی و اقتصادی تعلقات قائم کرنے کی خواہشمند ہے۔ لیکن پاکستان کی اس خواہش کے باوجود ترکی نے اب تک اس قوم کے ساتھ تجارتی رشتہ قائم نہیں کیا۔ پاکستان کو ترکی کی دوائیں۔ کپڑا غرضیکہ ترکی کی تمام مصنوعات درکار ہیں۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ترکی ان میں سے کتنی ضروریات کی اشیاء پاکستان بھیج سکتا ہے۔

پاکستان کو ترکی کے ساتھ اقتصادی تعلقات کی طرح ثقافتی رشتہ قائم کرنے کی بھی ضرورت ہے اور خود ترکی پاکستان کے نئے وسائل سے بے تعلق نہیں رہ سکتا۔ اگرچہ اس دو طرفہ خواہش کا اظہار مختلف صورتوں میں ہو چکا ہے۔ لیکن اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اب تک کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ ہماری رائے میں اب اس سلسلہ میں اولین اقدام کرنا ترکی کا فرض ہے۔ اس عرصہ میں جو بھی دن گذرے گا وہ پاکستان اور ترکی کی دوستی کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔

ہمیں توقع ہے کہ پاکستان میں ہمارے طلباء اور کھلاڑیوں کے اس دورہ سے تمام متعلقہ افراد کو ان باعمل تعلقات کے قیام کی ضرورت کا احساس ہو جائے۔ جن کا نتیجہ دوستی کی شکل میں نمودار ہوگا۔

احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن لاہور

کے وجود کی اہمیت اور نیا انتخاب

آج مؤرخہ ۱۷ مارچ کو جمعہ کی نماز کے بعد رتن باغ میں احمدیہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن لاہور نے جلسہ منعقد کیا۔ چونکہ ایسوسی ایشن کے صدر صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب لاہور میں موجود نہ تھے اس لئے سابق صدر منظور احمد صاحب ایم۔ ایس۔ سی کی صدارت میں نیا انتخاب زیر عمل لایا گیا۔ . . . . صدر صاحب نے جلسہ کی ابتداء کرتے ہوئے اس بات کی اہمیت جتلائی۔ کہ مختلف کالجوں میں احمدی طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ان میں اخوت اور عقیدت پیدا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن کی روح کو ہمیشہ زندہ رکھا جائے دوسرا مقصد اس ایسوسی ایشن کا تبلیغ ہے۔ پھر آپ نے کہا کہ یہ ایسوسی ایشن کا وجود اس لئے اہم ہے کہ یہ طلباء کی جماعت ہے۔ جو نوجوانوں اور پڑھے ہوئے لوگوں کی مجلس ہے اس لئے ہمارے کاموں میں بہرحال صحت اور خوبصورتی ہونی چاہیئے۔

آپ نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہاموں میں ایسوسی ایشن کا لفظ آیا ہے۔ اس لئے لفظ "ایسوسی ایشن" نہایت ہی اہم مفہوم رکھتا ہے۔ عین ممکن ہے . . . . کہ ہم لوگ کسی دلچسپ اور اہم کام کی سرانجام دہی کا ذریعہ بن جائیں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ کیا ہی اچھا ہو اگر ہماری جماعت کے ارباب حل و عقد اس مجلس کو اہم بنانے کی طرف توجہ دیں۔

اس تمہید کے بعد انتخاب عمل میں لایا گیا جو حسب ذیل ہے:۔

صدر۔ رانا محمد خاں صاحب متعلم لاء کالج لاہور

جنرل سیکرٹری: حسام الدین صاحب متعلم بی۔ اے۔ بی۔ ٹی کالج لاہور

سیکرٹری مال: حافظ محمد اعظم صاحب متعلم ٹی۔ آئی کالج لاہور

(سابق) جنرل سیکرٹری

خواجہ نذیر احمد